**مقالات**

حضرت مولانا عبدالرحمٰن عزیز
الہ آبادی

# تحفۂ معراج

نماز تحفۂ معراج، دین کا ستون اور مومن کی معراج ہے۔ نماز کے ذریعے انسان جملہ مصائب و آلام، غموم و ہموم اور ہر قسم کے حزن و ملال سے رستگاری حاصل کرتا ہے۔ ربِ کائنات نے "وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ"[1] (البقرۃ: ۴۵) کا ارشاد فرما کر اس حقیقت کو آشکارا کر دیا۔ اور "حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ"[2] (البقرۃ: ۲۳۸) کا اہم اعلان فرما کر مشتاق دل میں وہ روح پھونک دی، جو اس کو ہمیشہ عبودیت و بندگیت کا احساس دلا کر اس ذاتِ صمدی کی بارگاہِ عالیہ میں جبینِ نیاز جھکانے پر مجبور کرتی ہے، تاکہ انسان رب کے عفو و رحمت کے کشادہ دامن میں اپنے صغائر و کبائر کی گٹھری ڈال کر اس غفور و رحیم کے حضور عفو و کرم کی درخواست کرے اور قیامت کی ہولناکیوں اور اس کے مہیب مناظر سے مامون ہو سکے۔ اس لیے کہ روزِ قیامت اولیں پرسش نماز کی ہوگی۔ اگر نماز (اسوۂ رسول ﷺ کے مطابق) صحیح ہو گی تو جملہ اعمال درست ہو جائیں گے، بصورتِ دیگر تمام اعمال ختم ہو جائیں گے:

"اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلٰوةُ فَاِنْ صَلُحَتْ صَلُحَ سَائِرُ عَمَلِهِ وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهِ" (الطبرانی)

"روزِ قیامت بندے سے سب سے قبل نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر نماز درست ہوگی تو تمام اعمال درست ہو جائیں گے، اور اگر خراب ہوگی تو تمام اعمال خراب ہو جائیں گے۔"

---

[1] "رنج و تکلیف میں) صبر اور نماز سے مدد لیا کرو۔" [2] "سب نمازیں، خصوصاً درمیانی نماز پورے التزام کے ساتھ ادا کرتے رہو، اور اللہ تعالیٰ کے حضور مؤدب کھڑے ہوا کرو۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اور دیگر مذاہب کے مابین نماز کو حدِ فاصل قرار دے کر نماز کی اہمیت کو واضح فرمایا[۳] کیونکہ دین و دنیا کی کامیابی و کامرانی کا سرچشمہ نماز ہی ہے ——— ارشادِ ربانی "قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ"[۴] (المؤمنون ۲۰) میں یہی بتلایا گیا ہے۔

خشوع و خضوع اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ادا شدہ نماز سے دل میں نور و ضیا پیدا ہوتا ہے۔ اور ربِّ کائنات کے جاہ و جلال، اس کی عظمت و کبریائی کی دل میں تخم ریزی ہوتی ہے، جو انسان کو صداقت و شرافت، امانت و دیانت، صبر و قناعت، تسلیم و رضا، حلم و بردباری، تواضع و انکساری، عدل و انصاف اور احسان و وفاشعاری ایسے مکارمِ اخلاق سے آراستہ و پیراستہ کرتی ہے ——— یوں انسان "رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ"[۵] (النور ۲۷) کے تحت دنیا و مافیہا سے مستغنی ہو کر کامل یکسوئی کے ساتھ متوجہ الی اللہ ہوتا اور "اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاكَ"[۶] کا مصداق بنتا ہے، وہ جملہ امور میں اپنا مقصودِ اصلی خالقِ کائنات کی رضامندی اور خوشنودی گردانتا ہے۔ پھر ان صفات کا حامل نمازی کذب بیانی، ہرزہ سرائی، یاوہ گوئی، خیانت، بدعہدی، تکبر، حسد، سرکشی وغیرہ اخلاقِ رذیلہ سے کنارہ کش ہو جاتا ہے ——— "اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ"[۷]

جس طرح اس کا دل عبودیت و وحدانیت کا مظہر ہوتا ہے، بعینہٖ اس کے جملہ اعضا بھی تمام منہیات سے علیحدہ ہو کر مصروفِ عبادت ہوتے ہیں۔ اس سے اس کے دل میں سوز و گداز پیدا ہوتا، چہرہ منور ہوتا اور اس کی روح اخلاقی بلندیوں پر فائز ہوتی ہے۔ ایسے انسان کے تمام حرکات و سکنات، جلوس و قعود

---

۳ "اَلْعَهْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ" (رواہ الترمذی بحوالہ مشکوٰۃ، مطبوعہ کراچی صفحہ ۵۸)

۴ "یقیناً وہ مومن فلاح پا گئے، جو اپنی نماز میں عجز و نیاز کرنے والے ہیں۔"

۵ "ایسے لوگ جن کو اللہ کے ذکر سے نہ تجارت غافل کرتی ہے اور نہ خرید و فروخت۔"

۶ "تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں، تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔" (متفق علیہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۱)

۷ "بے شک نماز فواحش و منکرات سے روکتی ہے۔" (العنکبوت: ۴۵)

مشیتِ الٰہی کے مطابق ہوتے ہیں۔[۸] یہاں ہم اگر وہ مصار کا مرتکب ہو تو۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ " (ہود : ۱۱۴) " بلاشبہ نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں " کا ایمان افروز اعلان اس رنجیدہ خاطر کے لیے تسکین قلب کا سامان پیدا کر دیتا ہے۔ اگر سارے اعمال کے بعد بھی حسرت دامان باقی ہے تو رب کائنات اس حسرت خوردہ انسان کو " یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ " (الفرقان : ۷۰) کا مژدہ سناتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو حسنات سے بدل دے گا! ——— پھر جب اس فرشتہ خصلت انسان پر کوئی جاہل لب کشائی کرتا یا اسے کبیدہ خاطر کرتا ہے۔ تو فوراً اس جبار و قہار کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ:

" مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ " (حدیث قدسی عن ابی ہریرۃ، رواہ البخاری بحوالہ المشکوٰۃ ص۱۹۷)

یعنی جس نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی رکھی، اس سے میرا اعلانِ جنگ ہے۔

اس تنظیم و تکریم کے پیشِ نظر زبانِ رسالت ترجمان سے ارشاد ہوا،

" مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَیْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِیْنَ وَفَرِّقُوْا بَیْنَهُمْ فِی الْمَضَاجِعِ "

(ابوداؤد، بحوالہ المشکوٰۃ ص۵۸)

کہ " اپنی اولاد کو، جب کہ وہ سات برس کے ہوں، نماز کا حکم دو۔ اور دس برس کی عمر میں اس (نماز کے چھوڑنے) پر انہیں مارو اور انہیں بستروں میں الگ کر دو "

——— تاکہ نماز کے اثرات ابتدا ہی سے بچے کی شخصیت پر مترتب ہوں اور وہ منکرات سے کنارہ کش رہ کر حسنات کا طالب ہو۔ اس کے نفسِ امارہ کو فرا ہونے کا موقع نہ ملے اور نماز، غلط کاریوں کے اندھیروں سے بھلائی کے اُجالوں کی طرف اس کی راہنمائی کرے ——— یہ ٹریننگ نہ صرف اسے عنفوانِ شباب کی بہیمیت و سبعیت کے اثرات سے محفوظ رکھے، بلکہ جنون الشباب کے ایام میں بھی عبادتِ الٰہی پر دوام و مواظبت کر کے وہ روزِ محشر عرش الٰہی کے سایہ تلے جگہ حاصل کر سکے۔[۹] سوچئے، اس سے بڑھ کر اور کون سی سعادت انسان کو میسر ہو سکتی ہے کہ اس کا اور اس کے خالق

---

[۸] حدیث قدسی عن ابی ہریرۃ رضی، رواہ البخاری، بحوالہ المشکوٰۃ ص۱۹۷

[۹] صحیح بخاری ص۱۹۱ مطبوعہ کراچی۔

کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ ہو اور وہ مشتاق آنکھوں کے ساتھ روزِ قیامت اپنے رب کا دیدار کر سکے:

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ (القیامۃ: ۲۳)

ترجمہ: بہت سے چہرے اس دن پُررونق ہوں گے، اپنے رب کے محو دیدار!

نماز میں ایسی تاثیر ودیعت کی گئی ہے کہ نمازی بے حیائی اور برائی کے قریب تک نہیں پھٹکتا۔ اور جو شخص نمازی ہو کر بھی خیرات وحسنات سے بے توجہی کر کے منکرات کے جال میں پھنس چکا ہو، اس کی نماز عدم قبولیت کے زمرہ میں ہے۔ ایسا شخص ربِّ ذوالجلال کے قرب و دیدار سے مشرف نہیں ہو سکتا، بلکہ وہ اس مالک حقیقی سے دور ہی ہوتا چلا جائے گا:

مَنْ لَّمْ تَنْهَهُ صَلٰوتُهُ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ لَمْ يَزْدَدْ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا۔ (جامع البیان، طبرانی عن ابن عباسؓ)

یعنی جس شخص کی نماز اس کی بری خصلتوں اور قبیح حرکات سے اسے مانع نہیں، اسے اللہ رب العزت سے دوری کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

کیونکہ اس نے نماز کو کماحقہ، ادا ہی نہیں کیا، بایں وجہ اسے قرب کی بجائے بُعد نصیب ہوگا ــــــ ورنہ اگر وہ رب کی طرف عاجزی اور انکساری کے ساتھ متوجہ ہوتا تو رب کی رحمت ضرور اسے اپنی آغوش میں لے لیتی ــــــ کسی نے سچ کہا ہے ؎

ہم کو شکوہ ہے ہمارا مدعا ملتا نہیں — دینے والے کو گلہ ہے کوئی گدا ملتا نہیں

بے نیازی دیکھ کر بندے کی کہتا ہے کریم — دینے والا دے کسے دست دعا ملتا نہیں

اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ماسوا خشوع وخضوع اور حضور قلب کے بغیر ادا کی جانے والی نماز قطعاً قربِ الٰہی کا زینہ نہیں بن سکتی۔ بلکہ ایسی نماز نمازی کے منہ پر ماری جائے گی جیسا کہ درج ذیل حدیث میں ہے:

مَنْ صَلَّاهَا بِغَيْرِ وَقْتِهَا وَلَمْ يُسْبِغْ وُضُوْءَهَا وَلَمْ يُتِمَّ لَهَا خُشُوْعَهَا وَلَا رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا خَرَجَتْ وَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ تَقُوْلُ ضَيَّعَكَ اللّٰهُ كَمَا ضَيَّعْتَنِيْ حَتّٰى اِذَا كَانَتْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ لُفَّتْ كَمَا يُلَفُّ الثَّوْبُ الْخَلِقُ ثُمَّ ضُرِبَ بِهَا وَجْهُهٗ۔

(طبرانی)

"جس نے نماز کو بے وقت پڑھا، وضو ٹھیک طرح سے نہ کیا، دل متوجہ نہ رکھا اور رکوع و سجود اطمینان سے ادا نہ کیے، تو ایسی نماز اس حال میں رخصت ہوتی ہے کہ سیاہ بھجنگ ہوتی ہے (یعنی اس میں نور نہیں ہوتا تاریکی سے) کہتی ہے جس طرح تو نے مجھے برباد کیا، اللہ بھی تجھے برباد کرے۔ یہاں تک کہ جب تھوڑی سی اونچی ہوتی ہے جس قدر کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر مار دی جاتی ہے۔"

کیونکہ اس نماز میں سرقہ کا پہلو نمایاں ہے۔ جس کے متعلق امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ،

"اَسْوَءُ السَّرِقَةِ الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ"

"بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔"

صحابہ کرامؓ نے عرض کی،

"وَکَیْفَ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟"

"اللہ کے رسولؐ! وہ نماز میں کیسے چوری کرتا ہے؟"

"قَالَ لَا یُتِمُّ رُکُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا"

"فرمایا، (اس کی چوری یہ ہے کہ) رکوع اور سجود پورے نہیں کرتا۔" (مشکوٰۃ۔ باب الرکوع)

اس کی تائید درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

"لَا تُجْزِئُ صَلٰوةُ الرَّجُلِ حَتّٰی یُقِیْمَ ظَهْرَهٗ فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ"

(مشکوٰۃ۔ باب الرکوع)

کہ "ایسے شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی، جب تک کہ رکوع اور سجود میں اپنی پیٹھ کو سیدھا نہ کرے (یعنی تعدیل ارکان کو ملحوظ نہ رکھے)۔"

اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت حذیفہؓ کا واقعہ مذکور ہے کہ آپؓ نے ایک شخص کو دیکھا، جو رکوع و سجود اطمینان سے نہیں کرتا تھا، جب وہ نماز ختم کر چکا تو حضرت حذیفہؓ نے اسے بلا کر فرمایا،

"لَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰی غَیْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِیْ فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ"

(بحوالہ مشکوٰۃ، باب الرکوع)

"اگر تو اس حال میں مر جاتا تو اس طریقہ اسلام کے خلاف مرتا، جس پر اللہ تعالیٰ نے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا ہے :۔

یہ نماز کی عدم قبولیت کا واضح اور غیر مبہم اعلان ہے جو ارکانِ صلوٰۃ کو تعجیلاً ادا کرنے پر ہے، جب کہ اسی ہیئت پر نماز ادا کرنے والوں کی کمی نہیں۔ عوام بے چارے تو ائمہ مساجد کے مرہونِ منت ہوتے ہیں، اور اکثر ائمہ مساجد کا بھی یہی حال ہے ـــــ قیام میں تساہل، رکوع و سجود غیر تام، قومہ و سجدہ برائے نام، معمولی تشہد اور سلام ـــ بسا اوقات کمزور مقتدی اپنے "گرو" امام کی موافقت سے بھی عاجز آجاتے ہیں ـــــ ممکن ہے، اقبال مرحوم نے ایسا ہی دلخراش منظر دیکھ کر کہا ہو:

؎ تیری نماز بے سرور، تیرا امام بے حضور

ایسی نماز سے گزر، ایسے امام سے گزر!

اگر لفظ "اقامتِ صلوٰۃ" پر بھی غور کیا جائے تو اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ تعدیلِ ارکان حضورِ قلب، خشوع وخضوع، عجز و نیاز اور دوام و ہمانیت سے وقت پر نماز ادا کرنے کا نام اقامتِ صلوٰۃ ہے۔ چنانچہ امام راغب اصفہانیؒ رقمطراز ہیں کہ قرآنِ مجید میں جہاں کہیں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، وہاں لفظ "اقامۃ" استعمال کیا گیا ہے، جس میں یہ تنبیہ موجود ہے کہ نماز سے مقصود محض اس کی ظاہری ہیئت کو ملحوظ رکھنا نہیں، بلکہ اسے جملہ شرائط کے ساتھ ادا کرنا ہے۔ (مفردات القرآن مطبوعہ قاسمیہ لاہور ص۲"")

حضرت قتادہؓ اقامتِ صلوٰۃ کا معنیٰ یوں بیان فرماتے ہیں کہ فرائض بجالانا، رکوع، سجود، تلاوت، خشوع وخضوع اور توجہ قائم رکھنا اقامتِ صلوٰۃ ہے۔ حضرت مقاتلؒ فرماتے ہیں کہ وقت کی نگہبانی کرنا، کامل طہارت کرنا، رکوع و سجدہ پورا کرنا، التحیات اور درود پڑھنا اقامتِ صلوٰۃ ہے۔

(تفسیر ابنِ کثیر سورۃ البقرۃ، آیت ۳)

(جاری ہے)